13

رسول کریم صَلَّیٰ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صداقت کی ایک زبردست دلیل

(فرمودہ 19 /اپریل 1946ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَ لَوْ شَآءَ لَجَعَلَہٗ سَاکِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْہِ دَلِیْلًا ۔ 1 تُو نے اپنے رب کے اس اظہار کو نہیں دیکھا کہ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ اس نے کس طرح سائے کو لمبا کر دیا ہے۔ وَ لَوْ شَآءَ لَجَعَلَہٗ سَاکِنًا ۔ اگر چاہتا تو وہ اس کو ساکن بنا دیتا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْہِ دَلِیْلًا ۔ پھر ہم نے سورج کو اس پر ایک دلیل بنایا ہے۔ یہ ایک زبردست صداقت رسول کریم صَلَّیٰ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہے۔ جس وقت سے رسول کریم صَلَّیٰ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دنیا میں ظہور فرمایا ہے اس وقت سے برابر آپؐ کا سایہ کسی نہ کسی شکل میں ممتد ہوتا چلا جاتا ہے۔ آپؐ کی زندگی میں ایک ساعت بھی تو ایسی نہیں آئی کہ آپؐ کی تعلیم نے پیچھے قدم ہٹایا ہو۔ پہلے ہی دن جب آپ پر الہام نازل ہوا اور آپؐ اس بات سے گھبرائے کہ یہ کام مَیں کیونکر سرانجام دے سکوں گا، دلوں کا فتح کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ تو آپؐ گھبرائے ہوئے اپنے گھر تشریف لائے اور اپنی بیوی کو یہ خدشہ بتایا کہ اتنی بڑی ذمہ داری خدا نے مجھ پر ڈال دی ہے اب مَیں کیا کروں؟ اس پر پہلا ہی جواب جو آپؐ کی بیوی نے آپؐ کو دیا وہ یہ تھا کہ کَلَّا وَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا 2 ہرگز نہیں، ہرگز نہیں مجھے خدا کی قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ گویا جس وقت آپؐ نے اپنے خدشات کا اظہار فرمایا خدا تعالیٰ نے معاً آپؐ کے سایہ کو بڑھا دیا اور آپؐ کی بیوی آپؐ کے مذہب میں شامل ہو گئی۔

عورتیں بظاہر تردّد کرنے والی اور مُتَشَکِّك طبیعت کی ہوتی ہیں مگر حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کی بات کو سُنتے ہی کہا کہ پہلا سایہ تو مَیں آپؐ کا بنتی ہوں۔ پس فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ دیکھتے نہیں کہ ہم کس طرح تیرے سایہ کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ پھر حضرت خدیجہؓ آپؐ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ وہ عربوں میں سے یہودی اور اسرائیلی علوم کے ماہر تھے۔ جب حضرت خدیجہؓ نے رسول کریم ﷺ کو ان کے سامنے پیش کیا اور سارا واقعہ سنایا تو انہوں نے کہا بس ان پر وہی فرشتہ اُترا ہے جو موسیٰ پر اُترا تھا۔**3** اس طرح ورقہ نے کہا کہ لو مَیں بھی اس سایہ میں شامل ہوتا ہوں۔ یہی حقیقت اللہ تعالیٰ اس آیت میں بیان فرماتا ہے کہ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ تم دیکھتے نہیں کہ ہم آپ کے سایہ کو کس طرح بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ پہلے ہی دن جب آپؐ دوسرے آدمی کے پاس پہنچے تو آپؐ کا سایہ اَور لمبا ہو گیا۔ پھر جب گھر میں آکر اس بات کا ذکر میاں اور بیوی نے کیا تو ایک آزاد کردہ غلام کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ مجھے بھی اپنے سایوں میں شامل کر لیجئے۔ جوانی کے قریب پہنچے ہوئے علیؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ مَیں بھی آپؐ کا سایہ بنتا ہوں۔ آپؐ کے بچپن کے دوست ابو بکرؓ نے جب یہ واقعہ سنا تو وہ دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے کہا یَا رَسُولَ اللّٰہ! مَیں بھی آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ یہی وہ حقیقت ہے جو اس آیت میں بیان کی گئی ہے کہ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ۔ دنیا میں نبیوں کی مخالفتیں تو ہوا ہی کرتی ہیں اور آپؐ کی بھی سخت مخالفت ہوئی لیکن رسول کریم ﷺ کے متعلق ہم دیکھتے ہیں کہ ابتدائی ایام میں ہی وہ لوگ جو آپؐ کے ارد گرد رہتے تھے یا جن کی رائے کوئی قیمت رکھتی تھی آپؐ کے ساتھ شامل ہو گئے اور اس طرح آپؐ کا سایہ فوراً ہی ممتد ہو گیا۔ ایک دن بھی تو رسول کریم ﷺ پر ایسا نہیں گزرا کہ آپؐ کا سایہ لمبا نہ ہوا ہو۔ یہ نہیں ہوا کہ آپؐ کے دعویٰ پر ایک دن گزر گیا ہو اور آپؐ کا کوئی تابع نہ ہوا ہو۔ دو دن گزر گئے ہوں اور آپؐ کا کوئی تابع نہ ہوا ہو۔ دس دن گزر گئے ہوں اور آپؐ کا کوئی تابع نہ ہوا ہو۔ یا مہینہ دو مہینے گزر گئے ہوں اور آپؐ کا کوئی تابع نہ ہوا ہو۔ بلکہ پہلے ہی دن جب آپؐ اللہ تعالیٰ کے الہام کا ذکر فرماتے ہیں فوراً آپؐ کا سایہ لمبا ہو جاتا اور حضرت خدیجہؓ آپؐ پر ایمان لے آتی ہیں۔ پھر اسی دن جب آپؐ چل کر باہر ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچتے ہیں تو

ورقہ بن نوفل آپؐ پر ایمان لے آتا ہے۔ گھر میں آپؐ نے بات کی تو علیؓ اور زیدؓ ایمان لے آئے اور پھر اسی شام یا دوسری شام حضرت ابو بکرؓ بھی آپؐ پر ایمان لانے والوں میں شامل ہو گئے۔ گویا نہ صرف خدا تعالیٰ نے فوراً آپؐ کا سایہ پیدا کر دیا بلکہ وہ اس سایہ کو لمبا کرتا چلا گیا۔ پھر بڑھتے بڑھتے اَور بھی کئی جماعتیں اس سایہ میں شامل ہونی شروع ہوئیں۔ مدینہ میں خبر پہنچی تو وہاں کے کئی افراد دوڑتے ہوئے آئے اور آپؐ پر ایمان لے آئے۔

پھر فرماتا ہے وَ لَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا اگر خدا تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت تیرے شاملِ حال نہ ہوتی اور تُو خدا تعالیٰ کا سچا رسول نہ ہوتا تو چاہئے تھا کہ تیرے سایہ کو بڑھانے اور اس کو ترقی دینے کی بجائے خدا تعالیٰ تیرے سایہ کو چھوٹا کر دیتا۔ کیا تُو خدا تعالیٰ کی اس مدد کو نہیں دیکھتا کہ وہ تیرے سایہ کو لمبا کرتا چلا جاتا ہے؟ اور کیا تیرے منکروں اور دشمنوں کو یہ دکھائی نہیں دیتا کہ ہم کس طرح تیرے سایہ کو لمبا کرتے جا رہے ہیں؟

پھر بعض سائے ایسے ہوتے ہیں جو اتفاقی حادثہ کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں اور گو وہ سائے بھی بڑھتے اور ترقی کرتے ہیں لیکن جس قدر وہ سائے ممتد ہوتے چلے جاتے ہیں صاف ظاہر ہوتا جاتا ہے کہ دنیوی ذرائع اور مادی سامان اس کو لمبا کرنے میں کام کر رہے ہیں۔ الٰہی تائید اور نصرت کا اس میں ہاتھ نہیں۔ مگر فرماتا ہے ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا تمہارا سایہ صرف لمبا ہی نہیں بلکہ ہم سورج کو بھی اس پر دلیل بنا رہے ہیں۔ یعنی ہر شخص کو نظر آ رہا ہے کہ یہ سایہ مصنوعی ذرائع سے پیدا نہیں ہوا۔ دنیا میں سایہ لیمپوں سے بھی بنایا جا سکتا ہے۔ ایک درخت کے پیچھے لیمپ رکھ دو تو اس کا سایہ بن جائے گا، موم بتّی جلا دو تب بھی سایہ بن جائے گا مگر موم بتّی اور لیمپ خدائی ذرائع نہیں انسانی ذرائع ہیں۔ لیکن سورج ایک ایسی چیز ہے جو محض خدائی ذریعہ ہے۔ پس فرماتا ہے ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۔ تیری ترقی الٰہی سامانوں اور نصرتوں کی وجہ سے ہے نہ کہ انسانی سامانوں اور مادی ذرائع کی وجہ سے۔ کیا دشمن اس بات کو دیکھتا نہیں کہ ایک طرف تیری ترقی پر ترقی ہو رہی ہے اور دوسری طرف تیری ترقی مادی سامانوں اور انسانی ہاتھوں سے نہیں بلکہ خدائی ہاتھ تجھ کو بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ تُو ہمارا سچا رسول ہے۔

اس کے بعد فرماتا ہے کہ ہم سایہ کو کھینچ لیں گے اور تین سو سال بعد اسلام پر رات آنے لگے گی۔ مگر اس کے بعد پھر دن چڑھے گا۔ وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا[4] اور مسلمان سورج کے نئے طلوع کے ذریعہ سے بیدار ہونے لگیں گے۔ اس آیت کے ماتحت ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں احمدیت بھی رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا ایک سایہ ہے۔ ہر شخص جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے اور ہر شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاتا ہے وہ محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے سایہ کو اَور زیادہ ممتد کرتا ہے۔ اسی طرح ہر تائید سماوی اور ہر الٰہی نصرت جو ہمیں حاصل ہوتی ہے وہ صاف طور پر اس حقیقت کو واضح کر رہی ہے کہ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا۔ یہ سب کچھ خدائی نصرت اور تائید سے ہو رہا ہے۔ انسانی سامانوں سے نہیں ہو رہا۔ آخر وہ کونسی چیز ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کی اتباع کی ہے یا کونسا مسئلہ ہے جس کے متعلق رائج الوقت خیالات کی اصلاح کرنے کی آپ نے کوشش نہیں کی۔ بیسیوں مسائل ہیں جن کے متعلق قرآنی تعلیم کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے موجودہ زمانہ کی رَو کے بالکل خلاف اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے اور لوگوں کے پیچھے چلنے کی بجائے دنیا کو اپنے پیچھے چلایا ہے۔

موجودہ زمانہ میں اقتصادیات کی طرف لوگوں کا بہت بڑا رُجحان ہے۔ اور پنڈت جواہر لال نہرو ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ مذاہب کی آپس کی جنگ در حقیقت یونہی ہے۔ اصل جھگڑا روٹی کا ہے۔ اگر اس جھگڑے کا فیصلہ ہو جائے تو مذاہب کی جنگ بالکل ختم ہو جائے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انشورنس اور سُود کو منع کر کے بظاہر لوگوں کے لئے روٹی کے سامان بالکل بند کر دیئے ہیں۔ اگر دنیا میں روٹی کا ہی جھگڑا ہوتا تو چاہیئے تھا کہ اس تعلیم کی وجہ سے لوگ حضرت مرزا صاحب سے دُور بھاگتے اور کہتے کہ یہ شخص ہماری روٹی بند کرتا ہے، ہمیں سُود سے منع کرتا ہے، ہمیں انشورنس سے روکتا ہے، ہمیں ہر قسم کی ٹھگیوں اور دھوکا بازیوں سے مجتنب رہنے کی تعلیم دیتا ہے اور یہ چیز ایسی ہے جسے ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ مگر ہوُا یہ کہ اس تعلیم کے باوجود لاکھوں لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کھنچے چلے آئے۔

دوسرے نمبر پر یہ زمانہ عورتوں کی آزادی کا ہے۔ مسلمانوں کے قدیم سے قدیم

خاندان بھی پردہ چھوڑتے چلے جاتے ہیں اور پردہ کے خلاف دنیا میں ایک عام رَو چل رہی ہے لیکن حضرت مرزا صاحبؑ نے کہا کہ اسلام نے اپنے متبعین کو جو پردہ کا حکم دیا ہے ہمیں بہرحال اس پر عمل کرنا ہو گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے باوجود اس کے کہ ہماری جماعت میں دوسروں سے زیادہ تعلیم ہے پھر بھی اسلامی احکام کے مطابق پردے کا طریق ہماری جماعت میں رائج ہے اور ہمیشہ کثرت کے ساتھ عورتیں اس سلسلہ میں داخل ہوتی رہتی ہیں۔ ان میں ایسی بھی ہیں جو ایسے خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں جن میں پردہ کا طریق رائج نہیں تھا۔ مگر احمدیت قبول کرنے کے بعد انہوں نے بھی پردہ اختیار کر لیا۔ پچھلے سے پچھلے سال ایک معزز خاندان جو صوبہ پنجاب سے باہر کا ہے اور جس کا نام مَیں نہیں لینا چاہتا اُس کی ایک لڑکی ہماری مستورات سے ملی اور آہستہ آہستہ اس کے ہماری مستورات کے ساتھ گہرے تعلقات قائم ہو گئے اور احمدیت کی حقیقت اسے سمجھ آ گئی مگر وہ بار بار ہماری مستورات سے کہتی کہ مجھ سے پردہ نہیں کیا جا سکتا اور سینما نہیں چھوڑا جا سکتا۔ یہ دو چیزیں میرے راستہ میں روک ہیں۔ مگر آخر صداقت اس کے دل میں اتنا گھر کر گئی کہ اس نے ان تمام روکوں کے باوجود احمدیت قبول کر لی۔ میری بیوی نے مجھے سنایا کہ وہ بُرقع پہنے ہوئے تھی۔ اس کے آنسو جاری تھے اور وہ یہ کہہ رہی تھی کہ اب تو بُرقع پہننا ہی پڑے گا۔ غرض عورتیں جن کا اس وقت رعب داب پھیل رہا ہے اور جن کی حکومت نئے سرے سے قائم ہو رہی ہے۔ ان کی آزادی کی تحریک کے خلاف آپؑ نے پردے کے حکم کی تصدیق فرمائی۔

اسی طرح عورتیں کثرت ازدواج کے سخت خلاف ہوتی ہیں۔ مگر اسلام کہتا ہے کہ ضرورت کے موقع پر ایک سے زیادہ بیویاں کی جا سکتی ہیں۔ خواہ وہ ضرورت قومی ہو یا فردی۔ بعض لوگ صرف فردی ضرورت کو اہم سمجھتے ہیں حالانکہ اسلام نے فردی اور قومی دونوں ضرورتوں کے ماتحت کثرتِ ازدواج کو جائز رکھا ہے۔ اس حکم پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص طور پر زور دیا اور فرمایا کہ جو عورت اس حکم کے خلاف چلتی ہے اس کے ایمان میں کمزوری پائی جاتی ہے۔[5] مگر باوجود اس کے کثرت سے عورتیں احمدیت میں داخل ہوئیں اور ہمیشہ داخل ہوتی رہتی ہیں اور وہ تسلیم کرتی ہیں کہ یہ مسائل بالکل درست ہیں۔

پھر یہ زمانہ سٹرائیکوں کا ہے۔ جتّھے بنابنا کر حکومتوں کے خلاف کھڑے ہو جانا یا مالکوں اور کارخانہ داروں اور اُستادوں وغیرہ سے اپنے مطالبات منوانے کے لئے سٹرائیک (Strike) کر دینا ایک عام بات ہے اور اسے اپنے مطالبات منوانے کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سٹرائیک سے بھی منع فرمادیا۔ گویا یہ جماعت جو دنیا میں ترقی کرنے والی تھی اس کے خلاف بھی حکم دے دیا۔ مگر باوجود اس کے ہماری جماعت میں کثرت سے طلباء داخل ہوتے ہیں اور دوسرے لوگوں کی نسبت ان کی تعداد زیادہ ہوتی ہے حالانکہ سٹرائیکوں میں طلباء کا ہی زیادہ تر دخل ہوتا ہے۔ اس طرح مزدور پیشہ لوگ بھی ہماری جماعت میں داخل ہوتے ہیں حالانکہ ان کے خلاف حکم دیا گیا تھا۔ انہوں نے اس وجہ سے بڑی بڑی تکالیف بھی اٹھائیں اور ہمیشہ اٹھاتے رہتے ہیں مگر وہ اس کی پروا نہیں کرتے۔ ابھی گزشتہ دنوں نیوی کی بغاوت ہوئی ہے۔ اس میں احمدیوں کو مارا گیا، پیٹا گیا اور انہیں مجبور کیا گیا کہ وہ بھی سٹرائیک میں حصہ لیں مگر وہ اَڑے رہے اور انہوں نے کہا کہ ہم سٹرائیک میں حصہ نہیں لے سکتے کیونکہ ہماری جماعت کے یہی احکام ہیں۔

غرض جتنی تحریکیں اس زمانہ میں چل رہی ہیں ان ساری تحریکوں کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وعظ فرمایا۔ لیکن باوجود اس کے ایک یہاں سے ایک وہاں سے ایک اِس ملک سے اور ایک اُس ملک سے، ایک اِس طبقہ سے اور ایک اُس طبقہ سے، ایک اِس جماعت سے اور ایک اُس جماعت سے ہماری طرف کِھنچا چلا آیا اور یہ جماعت برابر اپنا قدم آگے ہی آگے بڑھاتی چلی گئی۔ دنیا کی کوئی مخالفت اس کو زیر نہیں کر سکی۔ نہ علماء کی مخالفت اس کو زیر کر سکی ہے نہ فقہاء کی مخالفت اس کو زیر کر سکی ہے۔ نہ فلسفیوں کی مخالفت اس کو زیر کر سکی ہے، نہ پروفیسروں کی مخالفت اس کو زیر کر سکی ہے۔ نہ گورنمنٹ کی مخالفت اس کو زیر کر سکی ہے۔ نہ رعایا کی مخالفت اس کو زیر کر سکی ہے۔ نہ قوموں کی مخالفت اس کو زیر کر سکی ہے اور نہ مذہبوں کی مخالفت اس کو زیر کر سکی ہے۔ ہر جگہ ہم ٹکرائے اور ہر جگہ ہمارے خیر خواہوں نے ہم کو مشورہ دیا کہ فلاں مسئلہ جو آپ بیان کرتے ہیں اسے ترک کر دیں کیونکہ طبائع میں سخت اشتعال پایا جاتا ہے۔ یا فلاں تحریک جو آپ کر رہے ہیں اس کا نتیجہ

نہایت خطرناک نکلے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم نے ان باتوں کو نظر انداز کر دیا، پھینک دیا اور ردّ کر دیا اور صرف ایک بات کو سامنے رکھا کہ جو کچھ خدا کا حکم ہے اس کو ہم اپنے مد نظر رکھیں گے، چاہے ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ کاٹ کر پھینک دیا جائے۔ جب ہم خدا کے حکم کے ماتحت یہ سمجھتے ہوئے کہ اگر خدا نے ہمیں دوزخ میں گرنے کا حکم دیا ہے تو یہ دوزخ ہی ہمارے لئے جنت ہے۔ اپنے آرام اور اپنی آسائش اور اپنی جانوں کی پروا نہ کرتے ہوئے ہم اس دوزخ میں گر گئے۔ تو ہم نے دیکھا کہ دوسرے لوگ تو تپتی ہوئی ریتوں پر پڑے سِسک رہے ہیں اور ہم جنہوں نے ایک نظر آنے والے دوزخ میں اپنے آپ کو گرایا تھا ہم نے اپنے آپ کو ایک سرسبز و شاداب اور ٹھنڈے گلستان میں پایا۔ پس فرماتا ہے ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا تمہاری ترقیات جس قدر ہوں گی انسانی تدابیر سے باہر ہوں گی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تدبیر مادی نہیں کی جائے گی بلکہ مطلب یہ ہے کہ تدبیر مادی کے سامان بھی خدا تعالیٰ خود مہیا کرے گا تم نہیں کرو گے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں ترقی دے کر اب ایسے مقام پر پہنچا دیا ہے کہ دنیا ہماری طاقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گی اور ہمارے لئے اس مقام کے حصول میں اب بہت تھوڑی دیر باقی ہے۔

جیسا کہ پچھلے سال ستمبر کے ایک خطبہ میں مَیں نے بیان کیا تھا اب ہم ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے ہیں جسے ٹرننگ پوائنٹ (Turning Point) کہتے ہیں۔ یا ہماری مثال ویسی ہی ہے جیسے کسی عورت کے ہاں جلد ہی بچہ پیدا ہونے والا ہو۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب ترین عرصہ میں وہ وقت آنے والا ہے کہ دنیا ہماری جماعت کو ایک مستقل جماعت اور باقاعدہ جماعت تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔ اور ہمارا وجود اس بات کا ثبوت ہو گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے ایک سایہ دار درخت بنایا ہے۔ جو سایہ قرآن کریم کی اس پیشگوئی کے ماتحت کہ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ دنیا میں روز بروز بڑھتا چلا جائے گا۔ ورنہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتے تو وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا کیا خدا تعالیٰ میں یہ طاقت نہیں تھی کہ وہ اس کو ساکن کر دیتا۔ اگر اس سایہ کے بڑھانے میں انسانی تدابیر کام کر رہی ہوتیں خدا تعالیٰ کا اس سلسلہ میں کوئی دخل نہیں تھا تو چاہئے تھا کہ خدا تعالیٰ اس کو

ترقی کرنے سے محروم کر دیتا۔ مگر فرماتا ہے بجائے اس کے کہ وہ اس کو ساکن کرتا وہ اس پر دلیل بن گیا ہے اور اپنی نصرتوں اور تائیدات سے اس کو بڑھاتا چلا جارہا ہے۔ اور جس سلسلہ کو خدا تعالیٰ مٹاتا نہیں بلکہ بڑھارہا ہے۔ اس کے سچا اور خدائی ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو جن شدید ترین دشمنوں نے مسلمانوں کو قتل کیا تھا اُن میں سے بعض افراد کے متعلق اس موقع پر رسول کریم ﷺ نے یہ حکم دے دیا کہ وہ جہاں بھی مل جائیں ان کو قتل کر دیا جائے۔ انہی میں ایک ہندہ بھی تھی۔ جب اسے معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے قتل کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ تو وہ عورتوں میں چھپی چھپی آپ کے پاس پہنچ گئی۔ جب عورتوں کی بیعت ہونے لگی تو وہ بھی ان عورتوں کے ساتھ مل کر الفاظ بیعت دہراتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم اقرار کرو کہ ہم شرک نہیں کریں گی۔ ہندہ ایک نہایت ہی جابر عورت تھی اور اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ وہ مسلمانوں کو قتل کر کے ان کا کلیجہ نکال کر چبا جاتی اور سمجھتی کہ مَیں بہت اچھا کام کر رہی ہوں۔ جب رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ کہو ہم شرک نہیں کریں گی تو ہندہ اپنی جوشیلی فطرت کے اُبھار کو روک نہ سکی اور وہ جھٹ بول اٹھی کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! کیا اب بھی ہم شرک کریں گی؟ آپؐ اکیلے تھے اور ہم ایک زبردست قوم تھے، آپؐ اکیلے نے توحید کی آواز کو بلند کیا اور ہماری ساری قوم نے مل کر آپؐ کے مقابلہ میں بتوں کی عظمت قائم کرنے کا تہیّہ کیا۔ ہمارا اور آپؐ کا مقابلہ ہوا اور اس مقابلہ میں ہم نے اپنا سارا زور صَرف کر دیا مگر اس کے باوجود ہم گھٹتے چلے گئے اور آپؐ بڑھتے چلے گئے۔ ہم ہارتے چلے گئے اور آپؐ جیتتے چلے گئے۔ اگر ہمارے بتوں میں کچھ بھی طاقت ہوتی تو کیا یہ ہو سکتا تھا کہ آپؐ ہمارے مقابلہ میں جیت جاتے۔ آپؐ کا ہمارے مقابلہ میں اکیلے ہوتے ہوئے جیت جانا ثبوت ہے اس بات کا کہ ہمارے بت بالکل بیکار ہیں اور خدائے واحد کی ہی اس دنیا پر حکومت ہے جس نے آپؐ کی مدد کی اور ہم سب کو آپؐ کے مقابلہ میں شکست دی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہندہ ہے؟ ہندہ بھی جانتی تھی کہ اسلام کی حکومت صرف مجھ پر نہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ پر بھی ہے اس نے کہا ہاں ہندہ ہوں مگر مسلمان ہندہ۔ اب آپ کا پہلا حکم مجھ پر چل نہیں سکتا۔[6] تو الٰہی مدد کا ہونا ثبوت ہوتا ہے اس بات کا کہ وہ شخص راستباز ہے۔ اور الٰہی مدد کا ثبوت یہ ہوتا ہے کہ باوجود دنیوی

مخالفت کے ایک قوم بڑھتی چلی جاتی ہے اور کوئی روک اس کی ترقی میں حائل نہیں ہو سکتی۔

بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت کا ایک بہت بڑا نشان ہے کہ اس نے ہمیں ادنیٰ حالت سے بڑھایا اور کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ یہی جگہ ہے جہاں آج سے بتیس سال پہلے یہ کہا گیا تھا کہ ایک بچہ کے ہاتھ میں جماعت کے تمام کاموں کی باگ ڈور دے دی گئی ہے، یہ لوگ اپنی تباہی کے آپ سامان پیدا کر رہے ہیں۔ کچھ زیادہ دن نہیں گزریں گے کہ یہاں تباہی اور بربادی کے آثار پوری طرح ظاہر ہو جائیں گے۔ قادیان بالکل ویران ہو جائے گا اور وہ سکول جو اس وقت نظر آ رہا ہے اس پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گا۔ مگر اب وہ سکول جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ فقرہ کہا گیا تھا سکول نہیں بلکہ کالج بن چکا ہے اور اس سال اِنْشَاءَ اللہ ڈگری کالج بن جائے گا۔ اور وہ بچہ جسے قوم کو تباہ کرنے والا قرار دیا گیا تھا اب بچہ نہیں بلکہ بوڑھا ہے۔ بڑے بڑے بوڑھوں نے اس بتیس سال کے عرصہ میں اس بچے کا مقابلہ کیا مگر اپنا سر پھوڑنے کے سوا اُنہیں اور کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوا۔ ☆

پس خدا کے اس عظیم الشان نشان کو دیکھو، سوچو اور سمجھو اور اپنی زندگی میں ایسی تبدیلی پیدا کرو کہ جس کے نتیجہ میں تمہارا خدا تم سے اَور بھی زیادہ خوش ہو جائے۔ اور وہ تمہیں اور تمہاری اولادوں کو محمد ﷺ کا ممتد سایہ بنادے اور تمہیں ایسی توفیق عطا فرمائے کہ تم محمد رسول اللہ ﷺ کے سایہ کو ہمیشہ قائم رکھنے اور اس کو آگے سے آگے بڑھانے کا موجب بنو تا کہ شمس ہونے کی دلیل ہمیشہ قائم رہے۔ اور تمہارے لئے الٰہی نصرتیں ہمیشہ ظاہر ہوتی رہیں اور انسانی تدابیر تمہارے مقابلہ میں ہمیشہ ناکام ہوتی رہیں۔"

(الفضل 2 مئی 1946ء)

☆: پیغام نے آج اس قول کا انکار کیا ہے مگر یہ انکار ہی اس کے جھوٹے ہونے کا ثبوت ہے۔ مَیں بتیس سال سے اس روایت کو جو مجھ سے بعض احمدیوں نے بیان کی دہراتا چلا آیا ہوں۔ مگر آج تک اس کا انکار نہیں کیا گیا۔ اب بتیس سال کے بعد اس کا انکار کیا جاتا ہے جو اس امر کا ثبوت ہے کہ اس عرصہ کے بعد خیال کر لیا گیا ہے کہ یا وہ راوی مر چکے ہوں گے یا بات بھول گئے ہوں گے۔ اگر یہ انکار کرنے کے قابل بات تھی تو کیوں بتیس سال کے بعد اب اس کا انکار کیا جاتا ہے۔

1 : الفرقان: 46

2، 3: بخاری کتاب بَدْءُ الْوَحْی باب کَیْفَ کَانَ بَدْء الْوَحْی اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

4: الفرقان: 48

5: مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 86 (مفہومًا)

6: تفسیر رازی جلد 29 صفحہ 307۔ مطبوعہ طہران 1328ھ